AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

موسیقی کے انسانی شخصیت پر اثرات: اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں تحقیقی تجزیہ

The Effects of Music on Human Personality: A Research Analysis in the Light of Islam and Modern Science

1. Hafiz Abdul Quddoos
Lecturer, Department of Arabic and Islamic studies, The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan.
Email: abdul.quddoos@ais.uol.edu.pk

Abstract

This study critically examines the effects of music on human personality from both Islamic and modern scientific perspectives. It begins by tracing the historical journey of sound and music from innate natural phenomena to organized artistic expression across major civilizations, including ancient Egypt, Mesopotamia, the Indus Valley, China, and Sufi traditions. The research highlights how music, though rooted in the natural human affinity for sound, was gradually transformed through Satanic influence into an instrument of idolatry, lewdness, and moral corruption. The Qur'anic verse addressing Satan's "voice" (ṣawt) is analyzed through classical exegesis, with scholars such as Ibn Kathīr, al-Qurṭubī, Mujāhid, and al-Ḥasan al-Baṣrī interpreting it as encompassing musical instruments and songs of disobedience. The study further argues that no prophet ever taught music as a form of worship or art, and that the attribution of the "flute of David" (mizmār Dāwūd) to musical instruments is a misinterpretation; it actually refers to his melodious recitation of the Psalms. Islamic prohibitions of music are established through numerous Qur'anic verses and authentic ḥadīths, which explicitly curse musical instruments, singing girls, and their trade. Modern scientific research is also presented, demonstrating that music directly stimulates the limbic system and amygdala, releasing dopamine, serotonin, and oxytocin—creating artificial pleasure and addictive behavioral patterns. The study concludes that while music may offer temporary comfort, it ultimately distances the soul from divine remembrance, whereas Qur'anic recitation, dhikr, and natural sounds provide true and lasting spiritual tranquility.

Keywords: *Music, Human Personality, Islamic Teachings, Modern Science, Qur'anic Recitation, Psychological Effects, Spiritual Tranquility*

تعارف موضوع

موسیقی انسانی تاریخ کا ایک قدیم ترین مظہر ہے، جس کی جڑیں فطرت کے عمیق گوشوں میں پیوست ہیں۔ انسان نے ابتدا میں اپنی آواز اور فطری اصوات کو سکون و تسکین کا ذریعہ بنایا، لیکن رفتہ رفتہ شیطانی وساوس کے تحت مختلف آلات ایجاد کر کے اسے لہو و لعب، بت پرستی اور فحاشی کی محافل سے جوڑ دیا۔ یہ تحقیقی تجزیہ موسیقی کے انسانی شخصیت پر مثبت و منفی اثرات کا جائزہ اسلامی تعلیمات اور جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید نے شیطان کی "آواز" کو گمراہی کا ذریعہ قرار دیا، اور مفسرین نے اسے گانے بجانے اور آلاتِ موسیقی سے تعبیر کیا۔ احادیثِ مبارکہ میں موسیقی کی حرمت نہایت وضاحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے، جبکہ جدید سائنس بھی موسیقی کے دماغی کیمیا پر اثرات، لت کی کیفیت اور نفسیاتی بے چینی کو اجاگر کرتی ہے۔ اس مقالے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اسلام نے صوتی لذت اور جمالیات کو ایک پاکیزہ و تعمیری رخ یعنی قرآن کی تلاوت، ذکرِ الٰہی اور فطری اصوات کی صورت میں دیا ہے، جو انسانی شخصیت کی حقیقی اصلاح اور روحانی سکون کا ذریعہ ہیں۔

موسیقی کی تفہیم اور اس کا سفر فطرت سے تہذیب تک

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

انسان فطرتاً معاشرتی ہے اور تنہائی کا بوجھ اس کے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔ اسی لیے جنت میں سیدنا آدمؑ کو سیدہ حوّا کا ساتھ عطا کیا گیا تاکہ تنہائی کا خوف کم ہو۔ جب انسان اس زمین پر اتارا گیا تو بھی اس کی فطرت نے سکون اور ہم آہنگی کا تقاضا کیا۔ اسے اپنی وحشتوں، غموں اور اجنبی دنیا کے اندھیروں کو ہلکا کرنے کے لیے ایسی کسی شے کی ضرورت تھی جو دل کو سہارا دے اور اس اجاڑ سیارے کو بسانے کے لیے حوصلہ و ولولہ عطا کرے۔ یوں پرندے پیدا کیے گئے جو اپنی نغمگی سے فضا کو جادو بھری دھنوں سے بھر دیتے ہیں؛ بکریاں، بھیڑیں اور مویشی اپنی مخصوص آوازوں سے انسان کو مانوسیت اور انس کا احساس دیتے ہیں۔ رات کی وحشت اور تاریکی کو نرم کرنے کے لیے جھینگر اور دوسرے کیڑے اپنی مسلسل سرگوشیوں سے خاموشی کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔ یہ سب اپنی تسبیحِ ربّی بھی بجالاتے ہیں اور ساتھ ہی انسان کے دل سے وحشت و خوف کے پردے بھی اٹھاتے ہیں۔

انسانی قافلے کا سفر آگے بڑھتا گیا۔ قبیلے وجود میں آئے، ثقافتیں اور تہذیبیں جنم لیں۔ ہر تہذیب نے اپنی خوشی اور غم کو آواز کے سانچے میں ڈھالنے کی جستجو کی۔ یوں آواز محض فطری کیفیت نہ رہی بلکہ ایک فن، ایک ذوق اور ایک شعوری تخلیق کا روپ دھار گئی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دلکش آواز بخشی ہے، لہٰذا اس نے سب سے پہلے اپنی ہی آواز کو روح کی تسکین کا وسیلہ بنایا۔ کبھی لوری بن کر بچوں کو سکون دیا، کبھی مرثیہ بن کر دکھوں کو سہارا دیا، اور کبھی ترانہ بن کر دلوں میں جوش و جذبہ بھرا۔ لیکن یہ سفر یہیں نہ رکا۔ انسان نے اپنی آواز کے ساتھ دیگر آوازوں کو شامل کرنے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ یہ ارادہ کوئی فطری تقاضوں کے موافق نہ تھا بلکہ اس ازلی مکار دشمن کی چال تھی کہ اس نے انسان کو اپنی آواز کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ انسان دوسری آوازوں کو اپنی ہم آہنگی میں شامل کرنے کے لیے مختلف آلات موسیقی ایجاد کرنے پر آمادہ ہوا۔ چنانچہ ہر قوم اور ہر علاقے نے اپنی فطرت، طبیعت اور مزاج کے مطابق آلات بنائے۔ کہیں بانسری نے صحراؤں کی تنہائی کو پر کیا، کہیں ڈھول نے لوگوں کے جوش کو بھڑکایا، کہیں ساز نے عاشق کے دل کی تڑپ کو بیان کیا۔ یوں آواز کا یہ سفر فطرت سے فن تک، اور فن سے بعض اقوام کی ثقافت تک پھیلتا گیا۔ یہی موسیقی کی بنیادی تفہیم ہے۔

بڑی تہذیبوں اور ثقافتوں میں موسیقی کی ابتدا، عروج اور استعمال

فطری حسن صوت انسانی تہذیب کا ایک ایسا لطیف مظہر ہے جس کی جڑیں فطرت کے عمیق گوشوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ آوازوں کا وہ کھیل ہے جو انسان کی روحانی، جذباتی اور تہذیبی تاریخ میں واضح دکھائی دیتا ہے۔ اگر بڑی تہذیبوں اور ثقافتوں پر نظر ڈالی جائے تو خوبصورت آواز کا استعمال ہر جگہ اپنے رنگ، اپنی معنویت اور اپنے انداز میں جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔

قدیم مصری تہذیب

قدیم مصری تہذیب میں جب انسان نے اپنی زندگی کے دائرے کو وسعت دی اور دریائے نیل کی سرسبز وادیوں کو آباد کیا تو اس کی روزمرہ حیات میں آوازیں ایک لازمی رفیق کی حیثیت اختیار کر گئیں۔ اہرام کی بلندیوں اور معابد کی وسعتوں میں جب عبادت کے مناظر برپا ہوتے تو خوش الحان آوازیں اور ساز ایک خاص ترتیب سے گونجتے، کیونکہ قدیم مصری بتوں اور شیاطین کی عبادت کے لیے ان سازوں کا استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ انسان نے اپنی داخلی کیفیات کو ظاہر کرنے کے لیے اپنے گلے کی آواز کے ساتھ کچھ مخصوص آلات کو بھی ہم آہنگ کیا جن میں ہارپ، لائیر اور بانسری شامل تھے۔ شاہی دربار میں بھی یہ ساز اور نغمے وقار اور شان کے مظہر کے طور پر استعمال ہوتے، جب کہ عام لوگوں کی زندگی میں یہ خوشی اور غم دونوں موقعوں پر شریک رہتے۔ مرد اور عورت دونوں ان محافل میں شامل ہوتے اور عورتوں کی آواز کو نرمی اور دل آویزی کے باعث زیادہ پسند کیا جاتا۔ ان کے نقش و نگار، جو آج بھی دیواروں پر موجود ہیں، اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ان کی روزمرہ زندگی سے لے کر مذہبی رسومات تک ہر موقع پر موسیقی کا اثر نمایاں تھا اور یہی اثر ان کی تہذیبی روح کو جِلا بخشتا تھا۔[1]

بابل اور میسوپوٹیمیا

میسوپوٹیمیا جسے قدیم دنیا میں تہذیبوں کا گہوارہ کہا جاتا ہے، وہاں انسان نے اپنی زندگی کو منظم کرنے کے لیے آوازوں اور ساز کا سہارا لیا جو ان کے اشعار اور نغموں کو خوبصورت بناتے۔ بابل کے بتوں کی اماجگاہ یا معابد میں جب عبادات ادا کی جاتیں تو مخصوص دھنیں اور راگنیوں کا استعمال کیا جاتا اور اسی سے ایک خاص ماحول قائم ہوتا، ان کے نزدیک موسیقی عبادت کا حصہ بھی تھی اور انسانی معاشرت کی رنگینی کا اظہار بھی۔ درباروں میں یہ ساز اور نغمے بادشاہوں کی شان و شوکت کو بڑھانے کے لیے بجائے جاتے اور معابد میں ان کے ذریعے کائنات کے نظام کی ہم آہنگی کو محسوس کیا جاتا۔ فقفتی ورثے کے ماہرین کے نزدیک مٹی کی تختیوں پر کندہ ابتدائی نوشتے اس بات

[1] Henry George Farmer, "A History of Arabian Music to the XIIIth Century" (London: Luzac & Co., 1929), pp. 1-5.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کا ثبوت ہیں کہ انہوں نے آوازوں کو سننے اور انہیں لکھنے کا ہنر بھی اختیار کیا تاکہ آئندہ نسلیں بھی انہی سروں اور لے کو یاد رکھیں۔ ان کے نزدیک موسیقی اور کائنات کا ربط ایک ایسا راز تھا جس میں علمِ فلکیات، حساب اور انسانی احساسات سب ایک ساتھ ڈھل جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بابل اور میسوپوٹیمیا کی موسیقی محض ایک فن نہیں رہی بلکہ تہذیب کی شناخت اور اس کے فکری ارتقاء کا مظہر بن گئی۔ اس پہلو پر مغربی محقق کرسٹوفر جے. سیمر (Christopher J. Cymmer) نے اپنی کتاب Music in Ancient Mesopotamia and Egypt میں واضح کیا ہے کہ موسیقی اس خطے میں انسانی زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کرتی تھی اور وہ اسے کائنات کے اسرار کو سمجھنے کا ایک ذریعہ سمجھتے تھے۔

میسوپوٹیمیا قدیم تہذیبوں کا گہوارہ

میسوپوٹیمیا کو قدیم دنیا میں تہذیبوں کا گہوارہ کہا جاتا ہے، جہاں انسان نے زندگی کو منظم کرنے کے لیے تحریر ایجاد کی اور ساتھ ساتھ آوازوں کو بھی ایک خاص ترتیب دینے کی کوشش کی۔ بابل کے معابد میں عبادات کے وقت مخصوص دھنیں اور نغمے گائے جاتے۔ ان کی اجتماعی اور مذہبی زندگی میں موسیقی ایک ایسا عنصر تھا جو شیطانی عبادت کو گہرائی بخشتا اور معاشرتی تقریبات کو جاذبِ نظر بناتا۔ بادشاہوں کے دربار میں بھی ساز اور آوازیں وقار اور عظمت کی علامت سمجھی جاتیں، جبکہ معابد میں ان کے ذریعے کائنات کے نظام میں پائے جانے والے توازن کو محسوس کرنے کا دعویٰ کیا جاتا۔ مٹی کی تختیوں پر کندہ نوشتے اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ انہوں نے دھنوں کو زبانی روایت کی صورت محفوظ رکھا اور انہیں لکھنے کی تکنیک بھی اختیار کی تاکہ آنے والی نسلیں بھی اس فنی ورثے کو سیکھ سکیں۔ ان کے نزدیک موسیقی کائنات کے نظم و ضبط کو سمجھنے کا ایک ذریعہ تھی اور اس میں علمِ فلکیات، حساب اور انسانی جذبات ایک ہی تناظر میں جمع ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بابل اور میسوپوٹیمیا کی موسیقی محض ایک تفریحی فن نہیں رہی بلکہ تہذیبی شناخت اور فکری ارتقاء کا مظہر بن گئی۔[2]

ہند کی وادیٔ سندھ اور آریائی تہذیب

وادیٔ سندھ اور آریائی تہذیب میں موسیقی کو ایک خاص روحانی اور ماورائی حیثیت دی گئی۔ قدیم ویدوں میں "ساماوید" کو بالخصوص موسیقی اور نغمہ کے لیے مخصوص کیا گیا، اور اسے الوہی قوتوں سے رابطے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ ویدک رسومات میں منتر اور بھجن ایک ایسا صوتی ڈھانچہ تشکیل دیتے تھے جو عبادت گزار کو وجدانی کیفیت سے قریب کر دیتا۔ آریائی فکر میں "راغ" اور "تال" کی بنیاد رکھی گئی جو وقت کے ساتھ صرف عبادتی رسومات تک محدود نہ رہی بلکہ درباروں، تہواروں اور عوامی میلوں تک پھیل گئی۔ اس طرح موسیقی ایک طرف مذہبی تجربے کی گہرائی کو بڑھاتی تھی تو دوسری طرف معاشرتی زندگی کے رنگ کو بھی نکھارتی تھی۔ بدھ مت کی روایات میں بھی صوتی آہنگ کو مراقبے اور سکونِ قلب کے لیے استعمال کیا گیا اور یوں موسیقی نے روحانی اور دنیوی دونوں دائروں میں اپنی اہمیت ثابت کی۔ آثارِ قدیمہ اور متونِ وید اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ موسیقی اس خطے کے لوگوں کے لیے محض ایک فن نہیں تھی بلکہ ان کی مذہبی عقیدت اور تہذیبی شناخت کا بنیادی حصہ تھی۔[3]

صوفی ازم اور موسیقی

حقیقی اسلامی تہذیب نے موسیقی کے تصور کو ایک نئے رخ سے دیکھا۔ قرآن و سنت میں موسیقی کے بارے میں احتیاط اور حدود واضح کی گئیں، بلکہ موسیقی کی مرجہ صورتوں میں تو دف کی بجائے بقیہ تمام صورتیں ہی شیطانی اور حرام ہیں۔ تاہم موسیقی کی بعض شکلیں تدریجاً مسلم صوفیاء میں جو ہندوانہ فلسفے سے متاثر تھے کے نزدیک ان کی محافل کی رنگینیوں کا حصہ بن گئیں۔ اسی طرح وہ مفتوحہ خطے جو دیگر اقوام کے زیر اثر تھے انہیں مسلم اقوام نے فتح کیا تو وہاں کی ثقافت جو موسیقی سے لبریز تھی سے بعض نیو مسلم امراء بھی متاثر ہوئے۔ چنانچہ اندلس میں جب علم و فن اپنے عروج پر پہنچے تو موسیقی کو علمی اور منظم صورت دینے کی کوشش کی گئی۔ زریاب جیسے فنکار نے عربی، ہسپانوی اور رومی روایات کو یکجا کر کے ایک نیا اسلوب قائم کیا جس نے نہ صرف اندلس بلکہ یورپ کی موسیقی پر بھی اپنے اثرات چھوڑے۔ فارسی اور ترک معاشرت میں بھی موسیقی درباروں اور ادبی مجالس کا حصہ بنی اور اسے تہذیبی ذوق کی علامت سمجھا گیا۔ صوفیاء کے ہاں موسیقی کو ایک مخصوص روحانی رنگ ملا جسے "سماع" کہا گیا۔ ان کے نزدیک سماع محض نغمہ نہیں تھا بلکہ ذکر و فکر کو بیدار کرنے، دل کی گہرائیوں کو جھنجھوڑنے اور محبتِ الٰہی کے شعلے کو مہمیز دینے کا وسیلہ تھا۔ قوالی اور

[2] Christopher J. Cymmer, Music in Ancient Mesopotamia and Egypt (New York: Routledge, 2018), p. 45.
[3] Guy L. Beck, Sonic Theology: Hinduism and Sacred Sound (Columbia: University of South Carolina Press, 1993), pp. 27-35.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

صوفیانہ کلام کے ذریعے روحانی محافل میں ایسی کیفیت پیدا کی جاتی جس سے سامعین بظاہر باطنی سکون اور روحانی سرور محسوس کرتے۔ اس طرح اسلامی تہذیب نے براہ راست موسیقی کو کبھی ترقی نہیں دی البتہ دیگر اقوام سے متاثر بعض صوفیاء اور دولت پرست اقوام نے اسے اپنی مجالس وعلوم کا حصہ بنایا۔[4]

چین اور مشرقی تہزیب میں موسیقی

مشہور تہذیب شناس لی زیوژ کے نزدیک چینی تہذیب میں موسیقی کو کائنات کے توازن اور ہم آہنگی کے اصولوں سے جوڑ کر دیکھا گیا۔ ان کے نزدیک ہر ساز اور ہر دھن زمین و آسمان کی کسی نہ کسی قوت کی نمائندگی کرتی تھی اور اسی نسبت سے موسیقی کو کائناتی نظم کے عکاس کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔ قدیم چینی فلسفے میں "ین" اور "یانگ" کے توازن کو جس طرح کائنات کے نظام کی بنیاد مانا گیا، موسیقی کو بھی اسی توازن کے اظہار کا ایک آلہ قرار دیا گیا۔ کنفیوشس نے اپنی تعلیمات میں موسیقی کو اخلاقی تربیت اور معاشرتی ہم آہنگی کے لیے بنیادی حیثیت دی اور کہا کہ اگر ایک معاشرے کی موسیقی درست ہے تو اس کی سیاست اور اخلاق بھی درست رہیں گے۔ چین میں دربار کی محافل، مذہبی رسومات اور تعلیمی نصاب تک میں موسیقی کو ایک مستقل مقام حاصل رہا۔ جاپان اور کوریا میں بھی موسیقی کو روحانی ریاضت اور عبادتی ماحول کا حصہ سمجھا گیا، جہاں نغموں اور دھنوں کے ذریعے سکونِ قلب اور توجہِ باطن کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اس طرح مشرقی تہذیبوں میں موسیقی محض فنونِ لطیفہ کا ایک شعبہ نہیں بلکہ انسانی اخلاق، روحانی ریاضت اور کائناتی نظام کی ہم آہنگی کا مظہر تھی۔[5]

فطری آواز سے موسیقی کی طرف ہجرت میں اہم وجوہات

اللہ ربّ العزت نے جب حضرتِ انسان کو پیدا کیا اور اسے شرف و عظمت کا تاج پہنایا تو ملائکہ نے حکمِ الٰہی کے تحت اس کے آگے سجدہ کیا، مگر ابلیس لعین نے اپنی سرکشی اور تکبر کی بنا پر انکار کر دیا۔ یہ انکار اس کے باطن میں چھپے فسق و غرور کا عکاس تھا، چنانچہ اس نے بارگاہِ ربّ العزت میں یہ عہد کیا کہ وہ بنی آدم کو راہِ حق سے بہکانے کے لیے ہر تدبیر اختیار کرے گا، یہاں تک کہ ان کی اکثریت کو گمراہ کر دے گا سوائے ان مخلص بندوں کے جو اخلاص و تقویٰ کے ساتھ ثابت قدم رہیں گے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: (قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ۔وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ...) [6] فرمایا، جا، ان میں سے جو بھی تیرا پیروکار بنے گا تو یقیناً جہنم ہی تم سب کی بھرپور جزا ہے۔ اور تو جس کو بہکا سکتا ہے اپنی آواز کے ساتھ بہکا، اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا دے۔۔۔۔ اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے انسان کو گمراہ کرنے کے لیے "صوت" یعنی آواز کو ایک اہم وسیلہ بنایا۔ آواز جب ترنم اور نغمگی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے تو دلوں کو اپنی جانب کھینچتی ہے اور باطن پر ایک اثر پیدا کرتی ہے جو وسوسوں کو خوشنما اور پرکشش بنا دیتی ہے۔ محققین نے واضح کیا ہے کہ موسیقی میں ایک مخصوص تاثیر موجود ہے جو انسانی ہارمونیات کو متحرک کرتی ہے اور بالخصوص شہوانی جذبات کو ابھارتی ہے۔ اسی وجہ سے تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ دیکھا گیا کہ موسیقی کی محافل اکثر اوقات شراب نوشی اور بے راہ روی کے ساتھ جڑی رہیں، اور جہاں ان برائیوں کا غلبہ ہو وہاں موسیقی بھی موجود پائی گئی۔ یوں انسان نے اپنی فطرت میں موجود حسنِ صوت کو خیر کے لیے برتنے کے بجائے شیطانی ترنم کی طرف موڑ دیا اور یہ اسی قدیم وسوسے کا شاخسانہ ہے جس نے ابلیس کو ابتداء ہی میں سرکشی پر آمادہ کیا تھا۔ مذکورہ آیت میں "بِصَوْتِكَ" (اپنی آواز کے ساتھ) سے کیا مراد ہے؟ مفسرین نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اس مقام پر لکھا ہے کہ اکثر اہلِ تفسیر کے نزدیک اس سے مراد وہ تمام آوازیں ہیں جو معصیت اور گناہ کی طرف بلائیں، اور ان میں سے سب سے نمایاں چیز آلاتِ لہو و لعب اور گانے بجانے کی آوازیں ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "قوله تعالى: (واستفزز من استطعت منهم بصوتك) أي: بما تقدر عليه من إضلالهم. قال مجاهد: هو الغناء والباطل. وقال الحسن: هو الدفوف. وقال الضحاك: كل داعٍ إلى معصية الله عز وجل[7] ". یعنی ابن کثیر کے مطابق مجاہدؒ نے کہا کہ اس سے مراد گانا اور باطل کلام ہے، حسن بصریؒ نے کہا کہ اس سے مراد دف کی آواز ہے اور ضحاکؒ نے کہا کہ اس سے مراد ہر وہ دعوت ہے جو معصیت کی طرف لے جائے۔ اسی طرح امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "واستفزز من استطعت منهم بصوتك" أي بدعائك إلى معصية الله. وقيل: هو الغناء والمزامير. قال مجاهد: هو صوت المزمار. وقال قتادة: كل صوت في معصية الله[8] ". یعنی "اپنی آواز کے ساتھ" سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو اللہ کی معصیت کی طرف بلانا۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد گانا

[4] Amnon Shiloah, Music in the World of Islam: A Socio-Cultural Study (Detroit: Wayne State University Press, 1995), pp. 88-103.
[5] Li Zehou, The Chinese Aesthetic Tradition (Honolulu: University of Hawai‘i Press, 2010), pp. 52-60.
[6] الإسراء: 63-64
[7] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج 5، ص 82، دار طیبہ للنشر، ریاض، 1420ھ
[8] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج 10، ص 288، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1384ھ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اور بانسری کی آواز ہے۔ مجاہدؒ نے کہا کہ اس سے مراد بانسری کی آواز ہے اور قتادہؒ نے کہا کہ اس سے مراد ہر وہ آواز ہے جو اللہ کی معصیت میں استعمال ہو۔ یوں مفسرین نے واضح کر دیا کہ شیطانی آواز سے مراد وہ تمام آوازیں ہیں جو برائی کی طرف مائل کریں اور دلوں میں گناہ کا شوق پیدا کریں، جن میں آلاتِ موسیقی اور گانے بجانے کی محافل سب سے زیادہ داخل ہیں۔ اس سے یہ حقیقت کھلتی ہے کہ قرآن نے انسان کو تنبیہ کی ہے کہ شیطان اپنی سب سے بڑی تدبیر "آواز" کو بنائے گا، جس کے ذریعے وہ قلوب کو اپنی گرفت میں لے کر راہِ حق سے ہٹانے کی کوشش کرے گا۔

انسانی معاشروں کی ایک بڑی اکثریت نے موسیقی کو اپنی تہذیب و ثقافت کا بنیادی جزو بنا رکھا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہی وہ اقوام ہیں جو کبھی بت پرستی میں مبتلا رہیں، کبھی آتش پرستی اور ستارہ پرستی کو اپنایا، اور کبھی مظاہرِ فطرت کو الوہیت کا درجہ دینے لگیں۔ اسی طرح ایسے لوگ بھی سامنے آئے جو دنیاوی مصائب و آلام سے عاجز آ کر مراقبوں اور ریاضتوں کی طرف مائل ہوئے، جو دراصل یونانی اور ہندو فلاسفہ سے ماخوذ تھے۔ نتیجتاً ان میں سے ایک طبقہ "وحدت الوجود" کے نظریے کا قائل ہوا، جس میں خالق اور مخلوق کے مابین فرق مٹا دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ خالقِ کائنات کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا، یا مخلوق کو خالق کے درجے پر فائز کرنا نہ تو اس فطرت کے موافق ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا، اور نہ ہی انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کے ہم آہنگ ہے۔ یہ تمام افکار و نظریات دراصل اسی "شیطانی آواز" کے اثرات ہیں، جو انسان کو خالقِ حقیقی سے دور کرنے اور اس کے بارے میں باطل عقائد پھیلانے کے لیے استعمال کی گئی، تاکہ اکثریت شرک میں مبتلا ہو جائے باوجود اس کے کہ وہ زبانی طور پر اللہ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرے۔ قرآن مجید نے اسی حقیقت کو یوں بیان فرمایا: (وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ) اور ان میں اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس حال میں کہ وہ مشرک ہوتے ہیں۔"[9] پس یہ واضح ہوا کہ موسیقی محض ایک تفریحی عمل نہیں، بلکہ شیطانی تدابیر میں سے ایک گہری تدبیر ہے، جو انسان کو اس کی اصل فطرت سے ہٹا کر الحاد اور شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس فطرت کو ہرگز بدلنے کی اجازت نہیں دی۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: (فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ) "یہ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی سیدھا دین ہے۔"[10]

کیا انبیاء میں سے کسی نبی نے موسیقی کی تعلیم دی ہے؟

مطالعۂ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی نبی نے موسیقی کو بطور فن یا بطور عبادت انسانیت کو نہیں سکھایا۔ تمام انبیاء کی دعوت کا مرکز توحید، اللہ کی عبادت، اخلاق کی اصلاح اور انسان کو اس کی اصل فطرت کی طرف لوٹانا رہا۔ اگرچہ بعض بنی اسرائیل کے قصوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دلکش آواز عطا فرمائی تھی، جس سے وہ زبور کی تلاوت کرتے تو پرندے اور پہاڑ بھی تسبیح میں شامل ہو جاتے۔ لیکن یہ محض اللہ کی حمد و ثنا کی تاثیر تھی، نہ کہ موسیقی یا آلاتِ موسیقی کی تعلیم۔ اس کے باوجود بعد کی بعض تحریریں اور اسرائیلیات نے اس بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور اسے موسیقی کی بنیاد قرار دینے کی کوشش کی، حالانکہ قرآن اور صحیح احادیث میں اس کی کوئی صراحت نہیں ملتی۔ فقہاء اور محققین کے نزدیک انبیاء کرام کا مشن خالص توحید، ذکرِ الٰہی اور شریعت کی تعلیم ہے، اس لیے یہ تصور درست نہیں کہ کسی نبی نے موسیقی کو بطور فن یا بطور عبادت رواج دیا ہو۔ چنانچہ محقق ابن قیمؒ نے إغاثۃ اللہفان میں وضاحت کی ہے کہ موسیقی کا تعلق زیادہ تر شیطانی ترغیبات اور لہو و لعب سے ہے، نہ کہ انبیاء کے طریق سے۔[11]

مزمار داود سے مراد اور جدید موسیقی کی بنیاد

"مزمار داؤد" کے بارے میں مفسرین و محدثین کی اکثریت نے وضاحت کی ہے کہ اس سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام کی وہ دلنشین اور پر اثر آواز ہے جس میں وہ زبور کی تلاوت کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ساتھ تسبیح میں شامل ہو جاتے تھے، جیسا کہ قرآن میں ہے: **(وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ)**[12] اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑا فضل عطا کیا، (ہم نے کہا) اے پہاڑو! اس کے ساتھ تسبیح کرو، اور پرندے بھی، اور ہم نے لوہا اس کے لیے نرم کر دیا۔" اور **(إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ، وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ)**[13] بے شک ہم نے پہاڑ اس کے تابع کر دیے تھے جو شام کے وقت اور صبح کے وقت اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ اور پرندے بھی جوق

[9] یوسف: 106
[10] الروم: 30
[11] ابن قیم الجوزیہ، إغاثۃ اللہفان من مصاید الشیطان، ج 1، ص 258۔
[12] القرآن الکریم، سورۃ سبأ، 34:10۔
[13] القرآن الکریم، سورۃ ص، 38:18-19۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

در جوق جمع ہو جاتے تھے، ہر ایک اس کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ "اس میں کہیں بھی آلاتِ موسیقی کا ذکر نہیں بلکہ محض ایک فطری حسنِ صوت کا بیان ہے۔ تاہم بعد کے ادوار میں بعض یہودی و عیسائی مصادر نے اس حسنِ صوت کو "موسیقی" قرار دے کر اپنے مذہبی شعائر میں ساز و آواز کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کی۔ اسی تعبیر کو کچھ مستشرقین اور جدید مفکرین نے پکڑا اور یہ تاثر دیا کہ گویا موسیقی کی اصل بنیاد انبیاء کے یہاں موجود تھی۔ یہ درحقیقت ایک فکری مغالطہ ہے، کیونکہ قرآن مجید میں حضرت داؤد علیہ السلام کے تذکرے میں "تسبیح" اور "ذکر" کا بیان ہے، نہ کہ لہو و لعب یا آلاتِ طرب کا۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ نے صراحت کی ہے کہ "مزمار داؤد" سے مراد صرف قراءت اور ذکرِ الٰہی کی لذت ہے، نہ کہ گانے بجانے کے آلات[14] یوں جدید موسیقی کو اس بنیاد پر مشروع قرار دینا کہ انبیاء نے اسے سکھایا تھا، علمی اور دینی دونوں اعتبار سے باطل دعویٰ ہے۔

موسیقی کے اہم ذرائع اور جدید آلات

موسیقی دراصل مختلف آوازوں اور نغمات کے حسین امتزاج سے وجود میں آتی ہے۔ انسانی تاریخ میں آواز کے یہ ذرائع کبھی فطرت سے اخذ کیے گئے اور کبھی انسان نے اپنے فن اور ہنر سے انہیں وضع کیا۔ ذیل میں چند اہم ذرائع اور آلات کی مختصر وضاحت درج ہے:

انسانی آواز کی حقیقت اور شرعی حیثیت

آواز ایک ایسی عظیم نعمت ہے جو ربِ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو ودیعت کی گئی ہے۔ ہر انسان کی آواز اپنی نوع میں منفرد اور جداگانہ وجود رکھتی ہے؛ کسی کو خطابت اور تقریر کے لیے پر وقار اور گمبھیر آواز عطا کی گئی ہے تو کسی کو تلاوت اور نعت خوانی کے لیے باریک اور مترنم آواز نصیب ہوئی ہے۔ چنانچہ آواز کا درست استعمال شریعت میں جائز اور پسندیدہ ہے، خصوصاً جب وہ اللہ کے کلام کی تلاوت میں یا نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی میں برتا جائے۔ اس کی تائید نبی کریم ﷺ کی اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے: (زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ) یعنی "قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔ اسی طرح فرمایا: **لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ**. کہ وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کو گا کر یعنی خوبصورت آواز میں نہیں پڑھتا[15]" اسی طرح آپ ﷺ نے **ابو محذورہ الجمحیؓ** اَوس بن معیر جیسے خوش الحان شخص کو مکہ میں اذان کے لیے منتخب کیا تاکہ دین کے پیغام کو خوبصورت انداز میں بلند کیا جاسکے۔ مزید برآں، حضرت حسان بن ثابتؓ کو آپ ﷺ نے اپنی فصاحت اور خوش آوازی کے ساتھ مدحتِ رسول میں اشعار پڑھنے کی اجازت دی اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ تاہم یہ امر بھی واضح ہے کہ آواز کا غلط مصرف، یعنی ایسا کلام جس میں فحاشی، بے حیائی یا شہوت انگیزی پائی جائے، شریعت میں ممنوع اور ناپسندیدہ ہے۔ اس لیے خواتین کی گائیکی جو شہوت کو ابھارنے کا ذریعہ بنے، یا ایسے اشعار جو بے ہودگی پر مشتمل ہوں، ان سے اجتناب لازم ہے۔ گویا انسانی آواز بذاتِ خود اللہ کی ایک پاکیزہ نعمت ہے، مگر اس کا مصرف ہی اس کی شرعی حیثیت کو متعین کرتا ہے۔

پرندوں کی آواز کی حقیقت اور اثرات

پرندوں کی چہچہاہٹ اور نغمگی فطرت کا نہایت حسین تحفہ ہے، جو صدیوں سے انسان کے دل و دماغ کو مسحور کرتی آئی ہے۔ صبح کے وقت بلبل اور کوئل کی سریلی آواز ایک تازگی اور نشاط پیدا کرتی ہے۔ جنگلوں میں پرندوں کا اجتماعی گیت سکون اور ہم آہنگی کا منظر پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی پرندوں کے تسبیح کرنے کا ذکر آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آواز محض طرب انگیزی نہیں بلکہ ایک دینی شعور کی جھلک بھی رکھتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پرندوں کا تسبیح میں شریک ہونا اسی حقیقت کو اجاگر کرتا ہے۔ انسان نے انہی آوازوں کو دیکھ کر اور سن کر اپنی آوازوں میں نغمگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ پرندوں کی آواز ذہنی دباؤ کو کم کرتی ہے اور دل کی دھڑکن کو متوازن بناتی ہے۔ اسی لیے جدید سائنس میں پرندوں کی چہچہاہٹ کو "نیچر تھراپی" کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کی آوازوں میں تنوع، کبھی خوشی، کبھی سکون اور کبھی خبردار کرنے کا پیغام لیے ہوتا ہے۔ اس طرح پرندوں کی آواز بھی اللہ کی تخلیق کردہ ایک زبان ہے جو انسان کو فطرت سے جوڑتی اور خالق کی حمد کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

بادل اور بارش کی آواز فطرت کا حسن

بادلوں کی گرج اور بارش کی رِم جھم وہ قدرتی آوازیں ہیں جو انسان کے دل پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ بادل کی گرج بعض اوقات رعب و ہیبت کا منظر پیش کرتی ہے، جیسے کوئی خطیب اپنی بھاری آواز سے سننے والوں کے دلوں کو جھنجھوڑتا ہے۔ بارش کی ہلکی بوندیں ایسی نرمی اور لطافت رکھتی ہیں جیسے کوئی خوش الحان قاری یا نعت

---

[14] ابن قیم الجوزیہ، إغاثة اللهفان من مصايد الشيطان، ج 1، ص 258؛ ابن تیمیہ، الفتاوى الكبرى، ج 11، ص 565۔

[15] الإمام البخاري، الجامع الصحيح (صحيح البخاري)، كتاب فضائل القرآن، باب تحسين الصوت بالقرآن، حديث: 7527، جـ 6، صـ 194.تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422هـ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خواں نرم آواز میں دل کو سکون دینے والے الفاظ ادا کرے۔ جلترنگ جیسی آوازیں فطرت کا وہ موسیقائی نظام ہیں جو انسان کو مسرت اور شادابی بخشتا ہے۔ بارش کے قطروں کا یکجا ہونا اور پھر زمین کو زندگی دینا ایسا ہی ہے جیسے اچھی آواز دلوں کو زندہ کر دے۔ قرآن مجید نے بادل اور بارش کو اللہ کی نشانیوں میں شمار کیا ہے تاکہ انسان عبرت پکڑے۔ بادلوں کی کڑک دراصل تسبیحِ رب ہے جو اپنی ہیبت اور عظمت کے ساتھ انسان کو اس کے سامنے عاجزی اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ آوازیں محض طبعی اثر نہیں رکھتیں بلکہ روح کو بھی تازگی اور قلب کو خشیت عطا کرتی ہیں۔ جب بجلی چمکتی اور گرج کڑکتی ہے تو انسان قدرت کی عظمت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح بارش کی خوشگوار آواز، دعا، شکر اور خالق کی یاد کو دل میں بیدار کرتی ہے۔ اس لیے بادل اور بارش کی آواز بھی فطرت کا وہ الہامی نغمہ ہے جو انسان کو توحید اور اطاعتِ الٰہی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

ہوا اور فضا کی سرگوشیاں فطرت کا جادوئی نغمہ

ہوا کی آواز بھی فطرت کی اُن حسین آوازوں میں سے ہے جو صدیوں سے انسان کے دل پر اثر ڈالتی آئی ہیں۔ جب ہوا ہلکی رفتار سے درختوں کے پتوں سے ٹکراتی ہے تو وہ ایک نرم و نازک سرگوشی کی مانند سنائی دیتی ہے، اور جب یہی ہوا تیز ہو جائے تو اس کی گونج ایک ایسی ہیبت ناک صدا بن جاتی ہے جو انسان کو قدرت کی عظمت یاد دلاتی ہے۔ صحراؤں میں بہتی ہوا کبھی سنّاٹے کی طرح خاموش اور کبھی گرجدار آواز کے ساتھ چلتی ہے، جس نے قدیم تہذیبوں کو ساز بنانے کی طرف رہنمائی کی۔ بانسری، شہنائی اور دیگر ساز دراصل اسی ہوا کی مدھم سرگوشیوں سے ماخوذ معلوم ہوتے ہیں۔ فضاء میں چلنے والی یہ آوازیں کبھی خوشی کا احساس دلاتی ہیں اور کبھی خوف اور خشیت پیدا کرتی ہیں۔ قرآن کریم نے بھی تیز و تند ہواؤں کو اپنی نشانیوں میں شمار کیا ہے جو کبھی بارش کی نوید دیتی ہیں اور کبھی عذاب کا سبب بنتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **(وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ)**"[16] اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ ہواؤں کو خوشخبری دینے والی بنا کر بھیجتا ہے۔"[16] اسی طرح ہوا اور فضا کی یہ سرگوشیاں محض طبعی مظاہر نہیں بلکہ انسان کو اللہ کی قدرت، اس کی حکمت اور اس کے فیصلوں کی یاد دلاتی ہیں۔ یہ آوازیں اپنی نرمی و شدت دونوں میں ایک پیغام رکھتی ہیں کہ کائنات کا ہر ذرہ اپنے خالق کی تسبیح اور اس کے حکم کے تابع ہے۔

پانی کی روانی اور اس کی آواز کا فطری حسن شرعی تناظر میں

پانی کی لہروں، چشموں اور آبشاروں کی آواز میں ایک مخصوص سحر انگیزی ہے جو انسان کو سکون اور راحت کا احساس دلاتی ہے۔ یہ آواز دراصل اللہ ربّ العزت کی تخلیق کا وہ حسین مظہر ہے جو انسان کو قدرت کی لطافت اور اس کے جمال کی یاد دلاتا ہے۔ پانی کی روانی کبھی مدھم سرگوشی کی طرح بہتی ہے اور کبھی آبشاروں کی صورت میں ہیبت سے پر صدا پیدا کرتی ہے جو دلوں پر ہیبت طاری کر دیتی ہے۔ یہ سب آوازیں اپنی اصل میں فطری اور جائز ہیں، کیونکہ یہ براہِ راست اللہ کی تخلیق کا حصہ ہیں اور اس کی تسبیح کرتی ہیں۔ تاہم جب انسان نے ان قدرتی آوازوں کو تال اور ردھم کی بنیاد بنا کر آلاتِ موسیقی ایجاد کیے، تو یہ اصل فطرت سے ہٹ کر ایک ایسی شکل اختیار کر گئی جو شریعت میں مذموم قرار دی گئی ہے۔ قرآن و سنت نے واضح طور پر اس بات کی طرف رہنمائی کی ہے کہ فطرت اللہ کی تخلیق ہے اور اس میں تبدیلی یا اس سے انحراف حرام ہے۔ چنانچہ پانی کی فطری آوازوں کا لطف لینا اللہ کی نشانیوں پر غور کرنے کے مترادف ہے، لیکن انہی آوازوں کو بگاڑ کر موسیقی کے آلات میں ڈھالنا وہ تبدیلی ہے جس کی مذمت کتاب و سنت میں وارد ہوئی ہے۔

دف اور ڈھول کی موجودہ دور کی شکلیں اور شرعی حکم

قدیم تہذیبوں میں دف (Daf / Tambourine) اور ڈھول (Dhol / Drum) کو ہمیشہ تہواروں، شادی بیاہ، جنگی جوش اور مذہبی اجتماعات کا اہم حصہ سمجھا گیا ہے۔ وقت کے ساتھ یہ آلات نئی نئی صورتوں میں ڈھلتے گئے اور آج کی دنیا میں ان کی متعدد اقسام رائج ہیں۔ دف (Daf / Tambourine) اپنی قدیم ہیئت کے قریب آج بھی عرب دنیا اور برصغیر میں استعمال ہوتا ہے، جسے لکڑی کے گول فریم پر کھال یا جھلی چڑھا کر بنایا جاتا ہے اور بعض اوقات اس میں دھات کی جھنکاریں بھی لگائی جاتی ہیں۔ ڈھول (Dhol / Drum) نے مختلف شکلیں اختیار کر لیں، جیسے برصغیر میں طبلہ (Tabla)، ڈھول (Dhol / Drum)، لاطینی امریکا میں کانگاڈرمز (Conga Drums)، افریقہ اور کیریبین خطے میں بونگوڈرمز (Bongo Drums)، مغربی فوجی بینڈز میں سنیئر ڈرم (Snare Drum) اور آرکسٹرا میں بیس ڈرم (Bass Drum)۔ ان سب کی ارتقائی شکل آج کا ڈرم سیٹ (Drum Set) ہے جس میں کئی اجزاء یکجا ہو کر ایک ہی فنکار کے ہاتھوں بجائے جاتے ہیں۔ شریعت کی روشنی میں دف کا استعمال نبی کریم ﷺ کے زمانے میں شادی بیاہ اور خوشی کے مواقع پر مباح قرار دیا گیا، جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے کہ

[16] الروم، آیت 46

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خواتین نے دف بجا کر خوشی کا اظہار کیا۔ اس لیے دف کو محدود درجے میں نکاح اور عید جیسے مواقع پر جائز سمجھا گیا ہے، لیکن ڈھول اور اس کی جدید اقسام عمومی طور پر لہو ولعب اور فحش محافل سے جڑے ہونے کی وجہ سے ناپسندیدہ قرار دیے گئے ہیں۔ ہاں، اعلان یا جنگی جوش کے لیے ان کا وقتی استعمال استثنائی صورت میں پایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے» :**أَعْلِنُوا النِّكَاحَ، وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفُوفِ)** یعنی نکاح کا اعلان کرو اور اس پر دف بجاو۔[17]

باجے کی موجودہ دور کی شکلیں اور شرعی حکم

باجا (Trumpet / Horn) ان آلاتِ موسیقی میں سے ہے جو سانس کے دباؤ سے آواز پیدا کرتے ہیں۔ قدیم تہذیبوں میں اسے خاص طور پر مذہبی اور فوجی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا۔ یہ پیتل یا تانبے سے بنائے جاتے تھے اور ایک لمبی نالی کی صورت میں ہوتے، جن میں بجانے والا اپنی سانس پھونک کر ایسی آواز نکالتا جو فضا میں گونج پیدا کرتی تھی۔ بابل اور مصر کی قدیم تہذیبوں میں یہ معابد کے مراسم میں استعمال ہوتا رہا، جبکہ روم اور یونان میں جنگی اعلانات اور لشکر کو متوجہ کرنے کے لیے اس کا سہارا لیا گیا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے اگرچہ اس کی اصل آواز بھی ایک فطری عمل ہے جو ہوا کے دباؤ سے پیدا ہوتی ہے، لیکن جب یہی آلہ موسیقی کی محافل یا فحش مجالس میں بجایا جانے لگا تو اس کا حکم دیگر آلاتِ موسیقی کی طرح ناجائز ہوا۔ اگرچہ یہود و نصاریٰ کے ہاں یہ ان کی عبادت گاہوں میں لوگوں کو جمع کرنے کا ایک ذریعہ تھا، لیکن اسلام نے اس کی جگہ اذان کو عطیہ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :**صوتان ملعونان: مزمار عند نعمة، ورنة عند مصيبة** «یعنی "دو آوازیں ملعون ہیں: نعمت و خوشی کے موقع پر باجے کی آواز، اور مصیبت کے وقت چیخ و پکار کی آواز"[18] اس طرح اسلام نے باجے کو قطعاً حرام قرار دیا اور اہلِ ایمان کو اس کے بجائے اذان کی سعادت بخشی۔ موجودہ دور میں باجا اپنی کئی شکلوں میں موجود ہے جیسے ٹرمپٹ (Trumpet)، ہارن (Horn) اور کارنیٹ (Cornet) وغیرہ، جو عموماً مغربی موسیقی کے بینڈز اور فوجی بگل کی صورت میں استعمال ہوتے ہیں۔

گٹار کی موجودہ دور کی شکلیں اور شرعی حکم

گٹار (Guitar) ایک ایسا ساز ہے جو تاروں کو چھیڑنے سے نغمہ پیدا کرتا ہے۔ اس کی جڑیں قدیم یونان اور رومی تہذیب میں ملتی ہیں جہاں تاروں والے ساز (Lyre اور Lute) استعمال کیے جاتے تھے۔ بعد ازاں اندلس (اسپین) میں مسلمانوں کے عہد میں عود (Oud) کے اثر سے ایک نیا انداز پیدا ہوا جس نے رفتہ رفتہ یورپ میں ترقی پائی اور جدید گٹار کی بنیاد رکھی۔ گٹار عام طور پر لکڑی کے کھوکھلے ڈبے پر مشتمل ہوتا ہے جس پر چھ تاریں جمی ہوتی ہیں، اور فنکار ان تاروں کو چھیڑ کر مختلف دھنیں نکالتا ہے۔ یورپی موسیقی میں اس نے نہایت شہرت پائی اور آج یہ مغربی پاپ، کلاسیکل اور جاز موسیقی کا بنیادی حصہ بن چکا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے گٹار بھی انہی آلاتِ موسیقی میں شامل ہے جنہیں قرآن و حدیث نے لہو ولعب اور شیطانی وساوس کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ گٹار کی دھن براہِ راست جذبات و احساسات پر اثر انداز ہوتی ہے اور اکثر محافلِ فسق و فجور میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :**لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ)** میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال کر لیں گے۔[19] "اس بنا پر گٹار اور اس جیسے دیگر ساز شریعت میں ناجائز ہیں، کیونکہ یہ انسانی جذبات کو شہوت کی طرف ابھارتے اور اہلِ ایمان کے قلوب و اذہان کو ذکر و تلاوت سے غافل کر کے شیطانی لذتوں میں مبتلا کرتے ہیں۔

پیانو (Piano) پیانو کی موجودہ دور کی شکلیں اور شرعی حکم

پیانو ایک ایسا آلہ ہے جو مغربی موسیقی کی بنیادوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کا ڈھانچہ لکڑی کے بڑے ڈبے پر مشتمل ہوتا ہے جس میں لوہے کے تار جڑے ہوتے ہیں، اور ان تاروں کو مخصوص ہتھوڑیاں (Hammers) بٹنوں یا کی بورڈ (Keyboard) کے ذریعے بجا کر مختلف سروں (Notes) کو یکجا کیا جاتا ہے۔ اس کی ایجاد سترہویں صدی میں اٹلی کے ایک سازندے بارتولومیو کرسٹوفوری (Bartolomeo Cristofori) نے کی، اور یہ جلد ہی یورپ کے موسیقی گھروں اور محافل میں مرکزی حیثیت اختیار کر گیا۔ پیانو کی آواز نرم اور پُرکشش بھی ہو سکتی ہے اور نہایت بلند و شور انگیز بھی، اسی لیے اسے موسیقی کے "بادشاہ ساز (King of Instruments)" کہا جاتا ہے۔ شرعی نقطۂ نظر سے پیانو بھی انہی آلاتِ موسیقی میں شامل ہے جن کی مذمت قرآن و حدیث میں آئی ہے۔ کیونکہ یہ انسان کے جذبات کو لہو ولعب کی طرف ابھارتا ہے اور اکثر فسق و فجور کی محافل میں استعمال کیا جاتا ہے۔

---

[17] الإمام الترمذي، الجامع (سنن الترمذي)، كتاب النكاح، باب ما جاء في إعلان النكاح، حديث: 1089.تحقيق: بشار عواد معروف، ناشر: دار الغرب الإسلامي، الطبعة الأولى، 1998ء۔

[18] الإمام البيهقي، شعب الإيمان، حديث: 4978، جـ 7، صـ 94، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1410ھ

[19] الإمام البخاري، الجامع الصحيح (صحيح البخاري)، كتاب الأشربة، باب ما جاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه، حديث: 5590 (معلقاً مجزوماً به).تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ھ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نیچرل موسیقی اور ووکلز عرب وعجم علماء کی نظر میں

یہ ایک نہایت اہم اور موجودہ دور کا مسئلہ ہے کہ **ووکلز** (Vocals) اور **نیچرل میوزک** (Natural Sounds) جیسے بادلوں کی گرج، بارش کی ٹپک، ہوا کی سرسراہٹ یا پرندوں کی چہچہاہٹ کو ویڈیوز اور اناشید کے بیک گراؤنڈ میں موسیقی کے متبادل کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ ووکلز دراصل انسانی آواز ہی ہے جسے کسی آلے کے بجائے منہ سے مخصوص تال، سُروں اور دھنوں کی شکل میں نکالا جاتا ہے، اور اکثر یہ موسیقی کی مکمل طرز کی جگہ لے لیتا ہے۔ اسی طرح قدرتی آوازیں بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں اور قرآن نے ان کی اصل حقیقت کو **تسبیح ربی** قرار دیا ہے: (وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ) "کوئی چیز ایسی نہیں جو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کر رہی ہو۔[20]" لیکن جب انہی آوازوں کو تال، ترتیب اور موسیقی کی دھن کے طور پر ویڈیوز اور اناشید میں ایڈیٹ کر کے شامل کیا جاتا ہے تو یہ اپنی اصل فطری حیثیت سے ہٹ کر موسیقی کا قائم مقام بن جاتی ہیں۔ علماءِ عرب و عجم نے اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے۔ جیسا کہ ایک سائل کے سوال پر جواب دیا گیا: هذه الخلفيات والتأثيرات الصوتية ، والتي تستعمل فيها الأصوات البشرية وغيرها؛ ليتم إخراجها بطريقة تشبه أصوات الآلات الموسيقية : تأخذ حكم الموسيقى وهو التحريم ، لأنه لا فرق بينها وبين الموسيقى حينئذ ؛ ولأن العبرة بالظاهر والأثر ، وتقليد الآلات المحرمة لا يجوز ، وخاصة أن أثرها السيئ هو نفسه الذي تحدثه الآلات الحقيقية" یہ بیک گراؤنڈ آوازیں اور صوتی اثرات، جن میں انسانی آوازوں یا دیگر آوازوں کو اس انداز میں استعمال کیا جاتا ہے کہ وہ موسیقی کے آلات کی آواز سے مشابہ بن جائیں؛ تو ان کا حکم موسیقی ہی کا ہے، یعنی حرمت۔ کیونکہ اس صورت میں ان اور موسیقی میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ نیز اعتبار ظاہر اور اثر کا ہوتا ہے، اور حرام آلات کی نقل کرنا جائز نہیں، بالخصوص جب ان کا بُرا اثر وہی ہوتا ہے جو حقیقی آلات پیدا کرتے ہیں۔ "[21] اسی طرح برصغیر کے جید علماء جیسے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی صراحت کی ہے کہ "اگر انسانی آواز کو موسیقی کی طرح بنالیا جائے تو یہ بھی آلاتِ موسیقی کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے۔"[1] بعض معاصر علماء نے یہ تفریق کی ہے کہ اگر قدرتی آوازیں یا ووکلز سادہ اور فطری انداز میں ہوں، صرف پس منظر کی خوبصورتی کے لیے ہوں اور ان میں موسیقی کی تال یا دھن پیدا نہ کی گئی ہو، تو ان کا استعمال مباح ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر انہیں آلاتِ موسیقی کے قائم مقام بنا دیا جائے تو وہ ممنوع ہوں گی۔ اسی لیے ویڈیوز میں نیچرل ساؤنڈز یا ووکلز کو موسیقی کے متبادل کے طور پر شامل کرنا اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اس میں **"سدّالذرائع "** (ممنوعہ چیز کی طرف جانے والے راستے کو بند کرنا) کا اصول لاگو ہوتا ہے۔

صوفیاء کے نزدیک موسیقی اور حدود و قیود کا تعین

برصغیر میں صوفیاء کے ایک بڑے طبقے نے موسیقی کو "روحانی غذا" قرار دے کر اسے دین کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ انہوں نے قوالی اور ساز و آواز کے ذریعے عوام کو اپنی خانقاہوں کی طرف مائل کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ اس طرح لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے قریب کیا جا سکتا ہے۔ مگر درحقیقت یہ طرزِ فکر سراسر شریعت کے خلاف ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات یہ واضح کرتی ہیں کہ شیطانی آواز بذاتِ خود انسان کو رب سے دور کرتی ہے، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہی آواز کسی کو قربِ الٰہی کا ذریعہ بنے؟ مزید یہ کہ انہی مجالسِ سماع کے زیرِ اثر "وحدۃ الوجود" اور "وحدۃ الجود" جیسے گمراہ کن عقائد کو عام کیا گیا، جو صریح شرک اور الحاد کے مترادف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرزِ عمل نے لوگوں کو دینِ الٰہی کی طرف نہیں بلکہ مزارات اور قبروں کی پوجا کی طرف دھکیلا۔ خانقاہی نظام کے ساتھ وابستہ قوالیوں اور نعتیہ محفلوں نے دراصل شرک کے اڈے پیدا کیے جہاں اللہ کے بجائے اولیاء اور مزارات کو مرکزِ عقیدت بنایا گیا۔ یوں صوفیاء کی یہ تعبیر ایک شیطانی وسوسہ تھی، جس نے توحید کے بجائے قبر پرستی کو پروان چڑھایا اور شریعت کی اصل تعلیمات سے صریح انحراف کیا۔ اس موسیقی کے ذریعے جس فلسفے یا عقیدے کی ترویج کی جاتی ہے وہ ایک تو وحدۃ الوجود (Oneness of Being) ہے جو کہ ابن عربی اور بعض دوسرے صوفیاء کی طرف منسوب عقیدہ ہے۔ اس کے مطابق کائنات کی ہر چیز دراصل اللہ ہی کا ظہور ہے۔ یعنی وجودِ حقیقی صرف اللہ کا ہے اور باقی سب وجود اس کے ظہور کی شکلیں ہیں۔ یہ عقیدہ صریح شرک اور فلسفیانہ پینتھیزم (Pantheism) ہے۔ دوسرا عقیدہ وحدۃ الجود (Oneness of Munificence / Oneness of Grace) ہے جو کہ بعض متاخرین علماء و صوفیاء نے بطورِ تاویل پیش کیا تاکہ وحدۃ الوجود کی شدت کم کی جا سکے۔ ان کے نزدیک کائنات کو وجود میں لانے والی حقیقت اللہ کا فیض اور اس کا جود (عطا و سخاوت) ہے۔ یعنی وجود اللہ کا ہے لیکن باقی سب کچھ "فیض" اور "جودِ الٰہی" کا مظہر ہے، نہ کہ اللہ ہی کا وجود۔ ان میں فرق یہ ہے کہ **وحدۃ الوجود** میں کہا جاتا ہے: کل شیء ھو اللہ (ہر چیز ہی اللہ ہے)۔ **اور وحدۃ الجود** میں کہا جاتا ہے بکل شیء من اللہ (ہر چیز اللہ سے ہے، یعنی اللہ کے فیض سے وجود میں آئی ہے)۔ اگرچہ وحدۃ الجود بظاہر وحدۃ الوجود سے نرم ہے، لیکن حقیقت میں یہ بھی ایک غیر واضح اور

---

[20] الإسراء: 44

[21] فتویٰ: ما حكم المؤثرات الصوتية في الأعمال الدعوية؟، اسلام سوال و جواب، فتویٰ نمبر: 229732، بتاریخ 6 رمضان 1436ھ مطابق 23 جون 2015م۔ لنک: https://islamqa.info/ar/answers/229732

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خطرناک تعبیر ہے، کیونکہ قرآن و حدیث نے کائنات کو "مخلوق" کہا ہے نہ کہ "جود" یا "فیض" کا پرتو۔ یہ تاویلات اصل میں فلسفیانہ مغالطے ہیں، جنہوں نے توحیدِ خالص کو دھندلا کر دیا۔ لہٰذا صوفیاء کی تعلیم کا طریقہ کار بھی شرعی نقطہ نظر میں ناجائز ہے اور جس چیز کی وہ ترویج و اشاعت کرتے ہیں وہ بھی شرک ہے۔

موسیقی کی حرمت پر قرآن وسنت سے عمومی دلائل

موسیقی کی حرمت پر قرآن و سنت سے واضح دلائل موجود ہیں، اور اس موضوع میں شریعت کی رہنمائی نہایت صریح اور مدلل ہے۔ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ موسیقی کی حرمت پر کوئی قطعی دلیل نہیں ملتی اور یہ محض فقہاء کا اجتہاد ہے، حالانکہ یہ ایک سطحی وہم ہے جو نہ قرآن کے تدبر سے مطابقت رکھتا ہے اور نہ ہی احادیث کے صحیح مطالعے سے۔ ذیل میں چند اہم دلائل بیان کیے جاتے ہیں۔

موسیقی کی حرمت پر قرآنی دلائل

دلیل اول: قولہ تعالیٰ:(وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ) اور انسانوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کھیل کی باتوں (لغو باتوں) کو خریدتے ہیں تاکہ اللہ کے راستے سے بہکائیں، بغیر علم کے، اور اسے مذاق بنالیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے ذلت دینے والا عذاب ہے۔ "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس آیت میں "لَهوَ الحدیث" کی **تفسیر الغناء** (گانے بجانے) سے کی ہے۔ امام طبری، ابن کثیر اور قرطبی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن نے موسیقی کو "لَھو" قرار دے کر اس کی حرمت بیان کی۔[22] اسی آیت کے ضمن میں یہ روایت بھی پیش کی جاتی ہے جو آیت کا مفہوم واضح کرتی ہے۔: عَنِ أَبِي أُمَامَةَ البَاهِلِيِّ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:لا تَبِيعُوا القَيْنَاتِ، وَلا تَشْتَرُوهُنَّ، وَلا تُعَلِّمُوهُنَّ، وَلا خَيْرَ فِي تِجَارَتِهِنَّ، وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ[23]. گانے والیاں (گلوکار عورتیں) نہ بیچو، نہ خریدو، نہ انہیں سکھاؤ، اور نہ ہی ان کی تجارت میں کوئی بھلائی ہے، اور ان کی قیمت (کمانا) حرام ہے۔" یہ حدیث صاف طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ موسیقی اور اس سے جڑی تجارت ناجائز اور حرام ہے۔

دلیل دوم: قولہ تعالیٰ:(وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا)(اے شیطان!) تُو اپنی آواز سے ان میں سے جس کو بہکا سکتا ہے بہکالے، اور اپنے سواروں اور پیادوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کر، اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہو جا، اور انہیں وعدے دے۔ اور شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے وہ محض دھوکہ ہے۔" کئی مفسرین مثلاً ابن عباسؓ، مجاہدؒ اور ضحاکؒ نے اس آیت میں شیطان کی "آواز" سے مراد **مزامیر اور آلاتِ موسیقی** لی ہیں۔[24] اس سے معلوم ہوا کہ قرآن نے موسیقی کو شیطانی آواز قرار دے کر اس سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

دلیل سوم: قولہ تعالیٰ:(أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ) کیا تم اس کلام (قرآن) پر تعجب کرتے ہو؟ اور ہنستے ہو، روتے نہیں؟ اور تم سامدون (بے پروا اور غفلت میں) ہو۔ "حضرت ابن عباسؓ نے "سامدون" کی تفسیر "الغناء" یعنی گانا گانا بیان کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کفار قرآن کی تلاوت سن کر اسے چھوڑ دیتے اور گانے بجانے میں مشغول ہو جاتے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیقی کو قرآن کے بالمقابل ایک غفلت انگیز مشغلہ سمجھا گیا، جو بذاتِ خود اس کی قباحت اور حرمت پر دلالت کرتا ہے۔[25]

دلیل چہارم: قولہ تعالیٰ:(وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا) اور وہ لوگ (اللہ کے بندے) جو جھوٹی باتوں میں شریک نہیں ہوتے، اور جب لغو بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو عزت و وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔" اس آیت میں "لایشھدون الزور" کے مفہوم کی تفسیر مفسرین نے **الغناء**

---

[22] الإمام الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تحقيق: أحمد شاكر، جـ 21، صـ 40، ناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1420هـ

[23] الإمام ابن ماجه، السنن، كتاب التجارات، باب النهي عن بيع المغنيات، حديث: 2167، جـ 2، صـ 724. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء الكتب العربية، القاهرة.

[24] الإمام الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تحقيق: أحمد شاكر، جـ 15، صـ 101، ناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1420هـ۔ اور دوسرا حوالہ : الإمام ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، تحقيق: سامي سلامة، جـ 5، صـ 76، ناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية، 1420هـ

[25] لإمام الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تحقيق: أحمد شاكر، جـ 22، صـ 490، ناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1420هـ اقر دوسرا حوالہ :الإمام ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، تحقيق: سامي سلامة، جـ 7، صـ 464، ناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية، 1420هـ

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

والزامیر یعنی گانے بجانے اور موسیقی میں شرکت نہ کرنے کے طور پر بھی بیان کیا ہے۔ امام مجاہدؒ اور ضحاکؒ نے "زور" سے مراد گانا اور موسیقی لی ہے۔[26] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ ایمان کی علامت یہی ہے کہ وہ ایسی مجالس سے دور رہتے ہیں جہاں موسیقی یا باطل کلام ہوتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ سے موسیقی کی حرمت پر دلائل:

احادیثِ مبارکہ میں موسیقی کی حرمت نہایت وضاحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ اس موضوع پر اگرچہ صاحبِ قلم کے پاس بیس سے زائد روایات موجود ہیں، لیکن طوالت سے اجتناب کی خاطر یہاں محض چند نمایاں اور مستند احادیث کو بطور دلیل ذکر کیا جاتا ہے۔

دلیل اول: قال رسول الله ﷺ: لَيَشْرَبَنَّ ناسٌ مِن أُمَّتي الخَمْرَ، يُسَمُّونَها بغيرِ اسْمِها، يُعْزَفُ علَى رُؤوسِهِم بالمعازفِ والمغنياتِ، يَخْسِفُ اللَّهُ بهم الأرضَ، ويَجْعَلُ منهم القِرَدةَ والخنازيرَ "(میری امت میں ایسے لوگ آئیں گے جو شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل کر رکھ لیں گے، ان کے سروں پر گانے والی عورتیں اور موسیقی بجائی جائے گی، اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔[27] "یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ موسیقی اور گانے بجانے کو شراب نوشی اور بڑے کبیرہ گناہوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ قرینہ اس کی شدتِ حرمت پر دلالت کرتا ہے۔

دلیل دوم: قال رسول اللہ ﷺ: إنَّ اللَّهَ حرَّمَ علَى أمَّتي الخمرَ والمَيْسِرَ والمزرَ والكُوبةَ، بیشک اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب، جوا، نشہ آور مشروب (مزر) اور طبلہ (کُوبۃ) کو حرام قرار دیا ہے۔[28] "یہاں طبلہ (ڈھول) کو براہِ راست حرمت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، جس سے ثابت ہوا کہ آلاتِ موسیقی بھی اسی طرح حرام ہیں جیسے شراب اور جوا۔

دلیل سوم: قال رسول الله ﷺ: فِي هذِهِ الأُمَّةِ خَسْفٌ، وقَذْفٌ، ومَسْخٌ، وذلكَ إذا شَرِبُوا الخُمورَ، واتَّخَذوا القَيْناتِ، وضَرَبوا بالمعازفِ۔ اس امت میں زمین میں دھنسا دینا، پتھروں سے مارا جانا اور مسخ ہونا واقع ہوگا، جب وہ شراب پئیں گے، گانے والیاں رکھیں گے اور موسیقی کے آلات بجائیں گے۔[29] "اس حدیث میں موسیقی کو ان اعمال کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو عذابِ الٰہی کا سبب بنتے ہیں، اس سے اس کی شناعت اور حرمت ثابت ہوتی ہے۔

دلیل چہارم: قال رسول الله ﷺ: إنما نُهيتُ عن صوتين فاجرين: صوتٍ عند نعمةٍ: لهوٍ ولعبٍ ومزاميرِ شيطانٍ، وصوتٍ عند مصيبةٍ: خمشِ وجوهٍ، وشقِّ جيوبٍ، ورنَّةِ شيطانٍ "مجھے دو فاجر آوازوں سے منع کیا گیا ہے: ایک خوشی کے وقت لہو و لعب اور شیطانی ساز و آواز، اور دوسری مصیبت کے وقت چہروں کو نوچنا، گریبان پھاڑنا اور شیطانی چیخ و پکار۔[30] "یہاں "مزامیر الشیطان" کا اطلاق براہِ راست آلاتِ موسیقی پر کیا گیا ہے، جس سے ان کی شناعت واضح ہوتی ہے۔

دلیل پنجم: قال رسول الله ﷺ: إنَّ ربِّي حرَّمَ علَيَّ الخمرَ، والمَيْسِرَ، والكُوبةَ، والغُبَيراءَ، وزادني الصلاةَ "میرے رب نے مجھ پر شراب، جوا، طبلہ (ڈھول) اور نشہ آور مشروب کو حرام کیا ہے، اور مجھے نماز کا اضافہ عطا کیا ہے۔[31] "یہ حدیث دوسری احادیث کے ہم معنی ہے، اور آلاتِ موسیقی خصوصاً ڈھول کو براہِ راست حرام قرار دیتی ہے۔

دلیل ششم: قال رسول الله ﷺ: إذا استحلَّتْ أُمَّتي ستًّا فعليْهم الدمارُ: إذا ظهرَ التَّلاعُنُ، وشربوا الخمورَ، ولَبِسوا الحَريرَ، واتَّخذوا القَيْناتِ، واكتفوا بالرجالِ، واكتفى الرِّجالُ بالرِّجالِ، والنِّساءُ بالنِّساءِ "«جب میری امت چھ چیزوں کو حلال سمجھ لے تو ان پر ہلاکت

---

[26] الإمام الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن ج 19، ص 121؛ الإمام ابن كثير، تفسير القرآن العظيم ، ج 6، ص 130-

[27] سنن ابن ماجه، كِتَابُ الْفِتَنِ، بَابُ الْعُقُوبَاتِ، حديث رقم 4020 .تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية

[28] سنن أبي داود، كتاب الأشربة، باب في كراهية الصوت عند الشراب، حديث3696 :، ج 4، ص .88تحقيق محمد محيي الدين عبد الحميد، دار الفكر، بيروت

[29] سنن الترمذي، كتاب الفتن، باب ما جاء في هلاك هذه الأمة، حديث2212 :، ج 4، ص .459تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ط 2، 1998ء(

[30] سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما جاء في كراهية النياحة، حديث1005 :، ج 2، ص .431تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ط 2، 1998ء

[31] مسند أحمد بن حنبل، مسند عقبة بن عامر، حديث17451 :، ج 28، ص .599تحقيق: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، ط 1، 1421ھ

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لازم ہو جائے گی: آپس میں لعنت کرنا، شراب نوشی، ریشم پہننا، گانے والیاں رکھنا، مردوں کا مردوں پر اور عورتوں کا عورتوں پر اکتفا کرنا۔[32] "اس حدیث میں "قَینات" یعنی گانے والیاں رکھنا بھی ان اعمال میں شامل ہے جن کے حلال سمجھنے سے ہلاکت لازم آتی ہے۔

دلیل ہفتم: قال رسول الله ﷺ: لأن يمتلئَ جوفُ أحدِكم قيحًا، خيرٌ له من أن يمتلئَ شعرًا۔ اگر تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ اشعار (گانے اور باطل کلام) سے بھر جائے۔[33] "یہاں نبی ﷺ نے گانے اور اشعار کے غلبے کو پیپ سے بدتر قرار دیا ہے، جو اس کی شدید قباحت کو ظاہر کرتا ہے۔

دلیل ہشتم: قال رسول الله ﷺ: نهى رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ علَيهِ وسلَّمَ عن بيعِ المغنِّياتِ و عن شرائِهنَّ و عن كسبِهنَّ "رسول اللہ ﷺ نے گانے والی عورتوں کی خرید و فروخت اور ان کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔[34] "اس حدیث میں براہِ راست مغنیات (گانے والیاں) اور ان کی تجارت کو حرام قرار دیا گیا ہے، جو اس فن کی غیر شرعی حیثیت کو مزید واضح کرتا ہے۔

سائنسی اعتبار سے موسیقی کا انسانی دماغ پر اثر

جدید سائنسی تحقیقات یہ حقیقت واضح کرتی ہیں کہ موسیقی انسانی دماغ پر براہِ راست اثر ڈالتی ہے۔ دماغ کا لیمبک سسٹم (Limbic System) اور امیگڈالا (Amygdala) وہ حصے ہیں جو انسانی جذبات، لذت اور شہوات کے کنٹرول میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص موسیقی سنتا ہے تو دماغ کے اندر بعض کیمیائی مادے یا ہارمونز جیسے ڈوپامین (Dopamine)، سیروٹونن (Serotonin) اور بعض اوقات آکسیٹوسن (Oxytocin) خارج ہوتے ہیں، جو بالعموم لذت اور شہوت انگیزی سے وابستہ ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت سننے والے کو ایک غیر فطری جوش اور وجدانی کیفیت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ موسیقی کے زیرِ اثر انسان کے رویّے اور حرکات میں بھی غیر معمولی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات سننے والا سر دھننے لگتا ہے، جسم کو بے اختیار ہلانے لگتا ہے، اور بعض صورتوں میں ستر پوشی کے مقامات کو بھی اس طرح حرکت دیتا ہے کہ دوسروں کو اپنی طرف مائل کرے۔ کبھی وہ اپنے اوسان پر قابو نہ رکھتے ہوئے مخبوط الحواس انداز میں جھومنے لگتا ہے، بالکل ویسا ہی منظر جس کا ذکر قرآنِ مجید میں آیا: (الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ) ترجمہ: "جیسے وہ شخص جسے شیطان نے چھو کر حواس باختہ کر دیا ہو۔[35]"

یہ تمام مظاہر اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ موسیقی انسان کو اس کی طبعی اور فطری وقار سے محروم کر دیتی ہے اور اس پر ایسا غلبہ ڈال دیتی ہے کہ گویا وہ اپنے جسم پر اختیار کھو بیٹھا ہے اور اپنی حرکات و سکنات کو کسی اور قوت کے حوالے کر چکا ہے۔ یہی وہ کیفیت ہے جو اس بات کو واضح کرتی ہے کہ موسیقی ایک ایسا غیر فطری محرک ہے جو انسان کی عقل، وقار اور ضبطِ نفس کو متزلزل کرتا ہے۔

موسیقی کے منفی اثرات کا ایک اور پہلو وہ ہے جو عملی مشاہدے اور مختلف محافل میں نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ موسیقی کے دلدادہ افراد محض ترنم اور لذت ہی تک محدود نہیں رہتے بلکہ وہ بعض اوقات ایسی حرکات و سکنات اختیار کرتے ہیں جو صریح طور پر شیطانی اثرات کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان میں کبھی شیطانی اشعار یا علامات کو اپنانا اور ان کی ترویج کرنا شامل ہوتا ہے، اور کبھی اپنی ظاہری شکل و صورت کو اس انداز میں ڈھال لینا کہ جس سے شیطانی پہچان جھلکے۔ مثلاً سر پر دو سینگ لگانا، منہ سے آگ یا شعلہ نما اشیاء نکالنا، کالے اور سفید رنگ کو متضاد انداز میں ظاہر کرنا، سرخ رنگ کو مخصوص اسلوب کے ساتھ نمایاں کرنا یا ہاتھوں سے ایسے اشارے دینا جو مغربی معاشرت میں شیطانی رسومات کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ یہ تمام مظاہر محض اتفاق نہیں ہیں بلکہ اس حقیقت کی علامت ہیں کہ موسیقی کی محفلیں انسان کو ذکرِ الٰہی سے غافل کر کے شیطانی رنگ میں ڈھالتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں انسان رفتہ رفتہ اپنی فطری حیاء اور وقار سے محروم ہو کر شہوات کی طرف مائل ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ بعض افراد جنسی بے راہ روی کے شکار ہو کر اپنی انسانیت کو کھو بیٹھتے ہیں اور ایک درندہ صفت وجود اختیار کر لیتے ہیں۔ قرآن نے اسی کیفیت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ شیطان انسان کو بہلا کر اس کی فطرت کو بدل دیتا ہے اور اسے اللہ کے ذکر سے غافل بنا دیتا ہے: (وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ

---

[32] سنن الترمذي، كتاب الفتن، باب ما جاء في علامة حلول المسخ والخسف، حديث2210 :، ج 4، ص .458تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ط 2، 1998ء

[33] صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما يكره أن يغلب الرجلَ الشعرُ حتى يصده عن ذكر الله والعلم، حديث6154 :، ج 8، ص .94تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، ط 1، 1422ھ

[34] سنن الترمذي، كتاب البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع المغنيات، حديث1282 :، ج 3، ص .534تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ط 2، 1998ء

[35] البقرة: 275

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شَيْطَٰنًا فَهُوَ لَهُۥ قَرِينٌ))، "اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔[36]"یوں موسیقی کے زیرِ اثر پیدا ہونے والی یہ ظاہری اور باطنی تبدیلیاں اس بات کی شہادت ہیں کہ یہ محض ایک فن یا ثقافتی سرگرمی نہیں بلکہ ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسان کو رب تعالیٰ کی یاد سے کاٹ کر شیطانی جال میں پھنسا دیتا ہے۔

سائنسی و طبی اعتبار سے موسیقی کا جسمانی ساخت پر اثر

موسیقی کے اثرات محض ذہنی اور روحانی سطح تک محدود نہیں رہتے بلکہ یہ انسانی جسمانی ساخت اور صحت پر بھی نمایاں اثر انداز ہوتی ہے۔ سائنسی تحقیقات سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ مسلسل بلند آواز اور غیر فطری تال کی موسیقی سننے سے اعصابی نظام (Nervous System) پر دباؤ بڑھ جاتا ہے، جس کے نتیجے میں جسم میں توانائی کی سطح تیزی سے کم ہونے لگتی ہے۔ یہی دباؤ وقت کے ساتھ جسمانی کمزوری، دائمی تھکاوٹ اور بے چینی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے افراد جو مسلسل موسیقی کے عادی ہو جاتے ہیں ان کے پٹھے (Muscles) اور اعصاب (Nerves) رفتہ رفتہ اپنی فطری لچک اور سکون کھو بیٹھتے ہیں، یہاں تک کہ جسم لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے۔

مزید برآں، جدید طب نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ موسیقی کے ساتھ اکثر منشیات کا استعمال جڑا ہوتا ہے، کیونکہ دماغ کو مصنوعی سرور کی عادت پڑ جاتی ہے اور پھر وہی کیفیت صرف موسیقی سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس طرح انسان نشہ آور چیزوں کا سہارا لینے لگتا ہے اور جسمانی و روحانی طور پر مزید کمزوری کا شکار ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے چہرے سے وہ روحانیت اور نورانیت چھن جاتی ہے جو ذکرِ الٰہی، عبادت اور طہارت کے ساتھ وابستہ ہے۔ چہرے پر سکون اور متانت کے بجائے بے رونقی، اضطراب اور تھکن نمایاں ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو اس انداز میں بیان کیا ہے کہ اللہ کی یاد ہی دلوں کا حقیقی سکون ہے:(أَلَا بِذِكْرِ ٱللَّهِ تَطْمَئِنُّ ٱلْقُلُوبُ)"یقیناً اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو سکون حاصل ہوتا ہے۔[37]"

اس کے برعکس جب انسان ذکرِ الٰہی سے غافل ہو کر غیر فطری ذرائع سے سکون تلاش کرتا ہے تو اسے وقتی سرور تو ملتا ہے لیکن طویل مدتی اثرات کے طور پر جسمانی کمزوری، اعصابی دباؤ، بے خوابی، چڑچڑاپن اور منشیات کی لت جیسے مسائل اس کی زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ یوں موسیقی نہ صرف روح کو زخمی کرتی ہے بلکہ جسم کو بھی بے سکون اور کمزور کر کے انسان کو حقیقی سعادت سے دور کر دیتی ہے۔

جدید میڈیکل سائنس میں موسیقی کا بطور علاج استعمال

جدید میڈیکل سائنس میں موسیقی کو علاج کے طور پر استعمال کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ تحقیق یہ بتاتی ہے کہ موسیقی بعض بیماریوں میں مکمل شفا تو نہیں دیتی، لیکن وقتی سکون اور علامات میں کمی ضرور پیدا کرتی ہے۔ خاص طور پر ایسے مریض جنہیں آپریشن سے پہلے یا بعد میں گھبراہٹ (anxiety) یا درد محسوس ہو، یا وہ ذہنی دباؤ اور اداسی (depression) کا شکار ہوں، ان میں موسیقی سننے سے کچھ حد تک آرام محسوس ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موسیقی دماغ کے اس حصے کو متحرک کرتی ہے جو خوشی اور لذت سے متعلق ہے۔ موسیقی سننے سے دماغ بعض کیمیائی مادّے (جیسے **ڈوپامین** اور **سیروٹونن** (خارج کرتا ہے جو انسان کو سکون اور خوشی کا احساس دیتے ہیں۔ اسی طرح تحقیق میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ موسیقی سے جسم میں دباؤ پیدا کرنے والے ہارمون **کورٹیسول** کی مقدار کم ہو جاتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان کو ذہنی اور جسمانی سکون ملتا ہے۔ بعض صورتوں میں موسیقی سے وہ کیمیائی مادّہ) **آکسیٹوسن** (بھی بڑھتا ہے جو انسان کو قربت اور اعتماد کے احساس میں مدد دیتا ہے۔[38]

ایک اہم پہلو یہ ہے کہ موسیقی بعض افراد کو وقتی سکون اس لیے دیتی ہے کہ یہ دماغ کے ان حصوں کو متحرک کرتی ہے جو لذت اور انعام (reward) کے احساس سے جڑے ہوتے ہیں۔ یہ وہی نظام ہے جسے بعض لوگ منشیات یا دیگر نشہ آور عادات کے ذریعے بھی چالو کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص بار بار انہی مصنوعی ذرائع سے لطف اٹھاتا ہے تو دماغ ان پر عادی ہو جاتا ہے، اور پھر اسی اثر کو دوبارہ پانے کے لیے زیادہ شدت یا زیادہ وقت تک موسیقی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کیفیت کو سائنسی زبان میں "tolerance" کہا جاتا ہے۔ یہی عمل انسان کو بتدریج ایک طرح کی "لت" یا مجبوری رویے (compulsive behavior) کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ یوں موسیقی وقتی طور پر تو ذہن کو سکون دیتی ہے، لیکن طویل مدت میں انسان کو حقیقی سکون اور روحانی اطمینان سے دور کر دیتی ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ موسیقی بذاتِ خود مکمل علاج یا اصل سکون کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک عارضی سہارا ہے، جو اگر بار بار استعمال کیا جائے تو الٹا ذہنی و روحانی نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

---

[36] الزخرف: 36
[37] الرعد: 28
[38] M. de Witte et al., Music therapy for the treatment of anxiety: a systematic review and meta-analysis, eClinicalMedicine (2025). PMC

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

موسیقی اور سکون کے مغالطے کا علمی جواب

بعض افراد یہ استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ سائنسی تحقیقات کے مطابق موسیقی سننے سے بعض مریضوں کو سکون ملتا ہے، لہٰذا اسے اپنانا چاہیے۔ یہ استدلال درحقیقت ایک مغالطہ ہے، کیونکہ کسی چیز سے وقتی سکون یا لذت حاصل ہونا اس کے شرعی جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ اس کا جواب دو پہلوؤں سے واضح کیا جا سکتا ہے: اوّل یہ کہ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ آیا اس چیز کا متبادل موجود ہے یا نہیں۔ اگر متبادل موجود ہو تو پھر حرام چیز کو ترک کرنے میں کوئی دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ قرآنِ کریم کی تلاوت، ذکرِ الٰہی، دعا اور نماز جیسی عبادات میں ایسا سکون اور اطمینان ہے جس کا کوئی دنیاوی ذریعہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جب متبادل موجود ہے تو حرام کے استعمال پر اصرار محض خواہشِ نفس ہے۔

دوم یہ کہ اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ موسیقی سے سکون مل رہا ہے، لہٰذا اسے مزید استعمال کیا جائے، تو اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص شراب پینے کے بعد لذت اور آرام محسوس کرے۔ کیا یہ لذت اس کے جواز کی دلیل بن سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ قرآنِ کریم نے خود شراب اور قمار کو واضح طور پر حرام قرار دیا ہے، حالانکہ ان میں وقتی طور پر لذت یا مالی منفعت موجود ہو سکتی ہے: **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا**" "وہ آپ سے شراب اور جوا کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں، لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے کہیں بڑھ کر ہے۔[39]"

یہی اصول موسیقی پر بھی صادق آتا ہے۔ اگرچہ بظاہر سکون یا وقتی فائدہ محسوس ہوتا ہو، لیکن اس کا گناہ، روحانی نقصان اور دین سے غفلت پیدا کرنا اس کے نقصان کو کہیں زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے حرام اشیاء کا ہمیشہ متبادل رکھا ہے اور انہیں ایک آزمائش کے طور پر باقی رکھا ہے۔ اس لیے مومن کا شیوہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ حرام سے بچے اور اللہ کے عطا کردہ پاکیزہ اور جائز ذرائع سے سکون حاصل کرے۔

تلاوتِ قرآن کا جدید مائنڈ تھیراپی میں استعمال

جدید طب اور نفسیات کے میدان میں یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ **تلاوتِ قرآن** انسانی ذہن اور دل پر گہرا اثر ڈالتی ہے اور اسے ایک مؤثر "Mind Therapy" کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جو اسلام کے مخالف ہیں یا موسیقی کے دلدادہ ہیں، بعض اوقات قرآن کی تلاوت سن کر سکون اور قلبی راحت محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں اس کی عملی مثالیں موجود ہیں؛ مثلاً کرونا وبا کے دوران مختلف ہسپتالوں میں بالخصوص سورۃ الرحمٰن کی تلاوت مریضوں کو سنائی گئی جس سے وہ ذہنی و روحانی سکون محسوس کرتے تھے۔ اسی طرح قریب المرگ مریضوں کے سامنے سورۃ یٰسین کی تلاوت کی جاتی ہے تاکہ موت کی سختیوں میں تخفیف ہو، اگرچہ اس روایت کی صحت و ضعف پر محدثین کے درمیان اختلاف ہے لیکن سماع کے اثرات کے پہلو سے اس کا انکار ممکن نہیں۔ درحقیقت قرآنِ کریم نے خود اپنے بارے میں یہ اعلان فرمایا ہے "**يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ**) "، "اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے اور وہ دلوں کی بیماریوں کے لیے شفاء ہے، اور ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔[40]"

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا "**وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ**" اور ہم قرآن میں سے وہ کچھ نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔[41]"

---

[39] البقرۃ: 219
[40] یونس: 57
[41] الإسراء: 82

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نتیجہ بحث

موسیقی کی ابتدا، ارتقاء اور موجودہ دور میں اس کا حد سے بڑھا ہوا پھیلاؤ بظاہر ثقافتی ترقی یا کسی علمی و تعلیمی ورثے کی علامت نہیں ہے، بلکہ یہ دراصل ایسے وساوس اور لغویات پر مبنی عمل ہے جو انسانی شخصیت کی اصل ساخت کو مسخ کر دیتا ہے اور شیطانی چالوں کو انسان کی عادات و نفسیات میں سرایت کرا دیتا ہے۔ اگر روحانی سکون کو دیکھا جائے تو خالقِ کائنات نے انسان کو قرآنِ مجید اور فطری اصوات کی صورت میں وہ ذریعہ عطا فرمایا ہے جو قلبی و روحانی تازگی کے لیے کافی اور کامل ہے۔

جدید دور میں موسیقی کو زندگی کے ہر شعبے سے جوڑنے کی جو کوششیں کی جا رہی ہیں وہ نہ صرف اسلام بلکہ تمام سماوی ادیان و مذاہب کی رو سے ناجائز قرار پاتی ہیں۔ کوئی بھی چیز جو شریعت کی نظر میں حرام ہو، وہ کبھی بھی اصلاح، بھلائی یا حقیقی ترقی کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ مزید یہ کہ حرام لذت وقتی طور پر انسان کو مسرور تو کر سکتی ہے، لیکن حقیقی قلبی سکون کا باعث نہیں بن سکتی۔ اس لیے دل کا سکون اور ذہنی اطمینان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہی میسر آ سکتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قیامت کے قریب اس قسم کی لغویات میں اضافہ ہو گا اور اس کے اثرات براہِ راست انسانی ذہن و جسم پر مرتب ہوں گے۔ تاہم وہ افراد جو قلبی سکون کے متلاشی ہیں، ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر، قرآنِ حکیم کی تلاوت اور فطری خوبصورتی ہمیشہ کے لیے بہترین اور پائیدار ذریعہ رہیں گے۔

کتابیات

اولاً: قرآن کریم

القرآن الکریم۔

ثانیاً: کتب تفسیر

ابن کثیر، امام۔ تفسیر القرآن العظیم۔ تحقیق: سامی سلامہ۔ ریاض: دار طیبہ للنشر والتوزیع، ط 2، 1420ھ
القرطبی، امام۔ الجامع لأحکام القرآن۔ قاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1384ھ
الطبری، امام۔ جامع البیان عن تأویل آی القرآن۔ تحقیق: احمد شاکر۔ بیروت: مؤسسہ الرسالۃ، ط 1، 1420ھ

ثالثاً: کتب حدیث

ابو داؤد، امام۔ السنن۔ تحقیق: محمد محیی الدین عبد الحمید۔ بیروت: دار الفکر۔
احمد بن حنبل، امام۔ المسند۔ تحقیق: شعیب الارنؤوط۔ بیروت: مؤسسہ الرسالۃ، ط 1، 1421ھ
البخاری، امام۔ الجامع الصحیح (صحیح البخاری)۔ تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر۔ دار طوق النجاۃ، ط 1، 1422ھ
البیہقی، امام۔ شعب الإیمان۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، ط 1، 1410ھ
ابن ماجہ، امام۔ السنن۔ تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی۔ قاہرہ: دار إحیاء الکتب العربیہ۔
مسلم، امام۔ الجامع الصحیح (صحیح مسلم)۔
الترمذی، امام۔ الجامع (سنن الترمذی)۔ تحقیق: بشار عواد معروف۔ بیروت: دار الغرب الإسلامی، ط 2، 1998ء۔

رابعاً: کتب تراث اسلامی

ابن تیمیہ۔ الفتاوی الکبری۔
ابن قیم الجوزیہ۔ إغاثۃ اللهفان من مصاید الشیطان۔

خامساً: مراجع جدیدہ (انگریزی و دیگر)

Beck, Guy L. *Sonic Theology: Hinduism and Sacred Sound*. Columbia: University of South Carolina Press, 1993.
Cymmer, Christopher J. *Music in Ancient Mesopotamia and Egypt*. New York: Routledge, 2018.
Farmer, Henry George. *A History of Arabian Music to the XIIIth Century*. London: Luzac & Co., 1929.
Shiloah, Amnon. *Music in the World of Islam: A Socio-Cultural Study*. Detroit: Wayne State University Press, 1995.
de Witte, M., et al. "Music Therapy for the Treatment of Anxiety: A Systematic Review and Meta-Analysis." *eClinicalMedicine* (2025).
Zehou, Li. *The Chinese Aesthetic Tradition*. Honolulu: University of Hawai'i Press, 2010.

سادساً: مصادر إلکترونیہ

"ما حکم المؤثرات الصوتیة فی الأعمال الدعویة؟" اسلام سوال و جواب، فتوی نمبر: 229732، 6 رمضان 1436ھ / 23 جون 2015م۔ https://islamqa.info/ar/answers/229732۔